

حکمرانوں کے حقوق و ذمہ داریاں احادیث نبویہ کی روشنی میں

Rights and Responsibilities of Rulers in the light of Ahadith Nabvi PBUH

Peeral Khan*

Sohaib Ahmed**

Mahmood Ahmad***

Abstract

The life of the Holy Prophet (PBUH) is the best example for us. Regardless of the position and status of the servant, he finds the life of his Prophet (PBUH) in front of him like an open book. There are clear commands in this book and there is a clear method for this. Therefore, where we see the life of the Prophet (PBUH) as a teacher, we also see him as an excellent speaker and preacher. Where you are the best father, we also see you as the best father-in-law. Wherever you emerge as a general, you seem to be the best judge and perfect politician and ruler of the time. As a ruler of the time, what do we get in the light of the biography of the Prophet (PBUH) and what lessons guide us? In this regard, we have written some lessons from the Holy Qur'an and hadiths. So first of all we see in the life of our beloved servant Connie. It is as if the same commands and lessons are being shown to the Ummah by his actions.

Keywords: Holy Prophet, commands, responsibility, politician, Holy Qur'an and hadiths

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو زمین پر اقتدار کی نعمت دی ہے۔ یہ اللہ پاک کی طرف سے جہاں ایک نعمت ہے وہاں ہی ایک آزمائش بھی ہے۔ صاحب اقتدار کو چاہیے کہ وہ ان تمام امور کا لحاظ رکھے کہ جن کی شریعت نے رہنمائی کی ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کے ضمن میں حاکم وقت کے حقوق کا ذکر ہوا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی جہاں ایک حاکم وقت کی ذمہ داریاں ذکر ہوئی ہیں وہاں ہی ان کے کچھ حقوق بھی ذکر فرمائے گئے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں ہم ان کو قلم بند کرتے ہیں۔

(1) بادشاہ کی اہانت کی ممانعت:

عن أبي بكرة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من أكرم سلطان الله في الدنيا، أكرمه الله يوم القيامة، ومن أهان سلطان الله في الدنيا، أهانه الله يوم القيامة»¹

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے بھی زمین میں حاکم وقت (سلطان اللہ، سلطان المسلمین) کو اعزاز اور اکرام سے نوازا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اعزاز اور اکرام والا معاملہ کریں گے اور جس نے بھی حاکم

*Lecturer Sukkur IBA University Sindh Pakistan.

Email: peeral.khan@iba-suk.edu.pk <http://orcid.org/asm/1000.0002.2239.7509>

** Ph.D. Researcher, University of Sindh, Jamshoro.

Email: sohaib_ahmed09@yahoo.com <https://orcid.org/0000-0001-7414-8049>

*** PhD Scholar, University of Sindh, Jamshoro.

Email: muftimehmoodahmad@gmail.com <https://orcid.org/0000-0003-4666-0285>

(سلطان المسلمین) کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اس کو قیامت والے دن رسوا کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حاکم وقت کا اعزاز اور اکرام ضروری ہے۔ جہاں تک ہو سکے تو اچھے الفاظ سے اور اور تعظیم کے ساتھ پیش آیا جائے۔

(2) حکام کو برا کہنے کی ممانعت:

اگر حکام ظلم کرنے لگیں تو ان کو برا مت کہو بلکہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم سے مالک حقیقی کی نافرمانی ہوئی ہے یہ اس کی سزا ہے۔ یہ سمجھ کر توبہ اور استغفار کے ذریعہ اپنی حالت درست کی جائے۔ اللہ تعالیٰ حکام کے دلوں کو نرم فرمادیں گے۔

عن أبي الدرداء، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله يقول: أنا الله لا إله إلا أنا، مالك الملوک وملك الملوک، قلوب الملوک في يدي، وإن العباد إذا أطاعوني حولت قلوب ملوکهم عليهم بالرأفة والرحمة، وإن العباد إذا عصوني حولت قلوبهم عليهم بالسخطه والنقمة فساموهم سوء العذاب، فلا تشغلوا أنفسكم بالدعاء على الملوک، ولكن اشتغلوا بالذكر والتضرع إلي أكفكم ملوککم»²

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہ ہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں۔ لہذا جب میرے بندے میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو رحمت اور شفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو غصہ اور سخت گیری کی طرف پھیر دیتا ہوں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کو سخت عقوبتوں میں مبتلا کرتے ہیں، اس لیے ایسی صورتوں میں تم اپنے آپ کو ان بادشاہوں کے لیے بددعا کرنے میں مشغول نہ کرو بلکہ میری بارگاہ میں تضرع و آزاری کے ذریعہ اپنے آپ کو میرے ذکر میں مشغول کرو، تاکہ میں تمہیں تمہارے ان بادشاہوں کے شر سے بچاؤں۔

(3) صالح مشیر حکمران کی فلاح کا باعث ہوتے ہیں:

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إذا أراد الله بالأمير خيرا جعل له وزير صدق، إن نسي ذكره، وإن ذكر أعانته، وإذا أراد الله به غير ذلك جعل له وزير سوء، إن نسي لم يذكره، وإن ذكر لم يعنه»³

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ امیر (حکمران) کی (دینی و دنیاوی) بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے سچا اور راست گفتار وزیر اور مشیر عطا فرماتا ہے۔ جب وہ امیر (خدا کے احکام) کو بھول جاتا ہے تو وہ وزیر اس کو یاد دلاتا ہے۔ اور اگر وہ یاد رکھتا ہے تو وہ وزیر اس کو یاد رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی امیر (حکمران) کی بھلائی کا ارادہ نہیں کرتا تو اس کے لیے برے وزیر و مشیر مقرر کرتا ہے۔ اگر امیر خدا کے احکام کو فراموش کر دیتا ہے تو وہ وزیر اس کو یاد نہیں دلاتا اور اگر وہ فراموش نہیں کرتا تو وہ وزیر اس کی مدد نہیں کرتا۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ بات پتہ چلی ہے کہ جس حاکم و حکمران کے وزیر نیک اور خدا ترس ہوں اس سے اللہ پاک بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ یہ وزراء اس کو دینی نقصان پر مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اور جس کے وزراء بدیاد کردار ہوں اس حاکم سے اللہ پاک بھلائی کا ارادہ نہیں کرتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے وزراء کا انتخاب کیا جائے جو نیک نامی کا باعث بنتے ہوں۔

حکام کی خوشامد کرنے کی ممانعت:

عن جابر بن عبد الله، قال: حدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «يا كعب بن عجرة أعيذك بالله من إماراة السفهاء» قال: وما ذاك يا رسول الله؟ قال: «أمرأء سيكونون من بعدي من دخل عليهم، فصدقهم بحدیثهم، وأعانهم على ظلمهم فليسوا مني، ولست منهم، ولم يردوا علي الخوض 4

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم کو بے وقوف لوگوں کی سرداری اور طور طریق سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ کعب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اس طرح کی سرداری کب ہوگی؟ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کے زمانے میں جو لوگ امیر و حاکم ہوں گے جو لوگ ان کے پاس گئے ان کے ظلم کی امداد اور حمایت کی نہ تو ان کا مجھ سے تعلق ہے اور نہ ہی ان سے کوئی تعلق رکھتا ہوں نہ وہ میرے حوض پر آئیں گے۔

حکمرانوں کی ذمہ داریاں احادیث نبویہ کی روشنی میں:

قرآن کریم و احادیث مبارکہ ہماری لیے مکمل ضابطہ حیات اور رہنمائی رکھتے ہیں۔ ہم جس حال میں بھی ہوں جس مقام پر بھی ہوں قرآن و احادیث مبارکہ نے ہماری پوری رہنمائی کر دی ہے۔ اگر ایک عام شہری ہو اس کے بارے میں ہدایات درج ہیں اور اگر کوئی کرسی اقتدار پر براجمان ہو تو اس کے لیے بھی ہدایات پوری درج کر دی گئی ہیں۔ قرآن و سنت سے رہنمائی کی ضرورت پڑے گی۔ اس وقت ہم جس عنوان کے تحت لکھ رہے ہیں وہ ہے ”حاکم وقت کے حقوق و ذمہ داریاں احادیث مبارکہ کی روشنی میں“

احادیث مبارکہ میں بہت سارے ارشادات ہمیں اس موضوع کی مناسبت سے ملتے ہیں۔ یہاں ہم مختصر چند احادیث ذکر کر کے حاکم وقت کی ذمہ داریوں کو سامنے لاتے ہیں۔

1) حاکم وقت کو عوام کی خیر خواہی کی تاکید:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما من عبد استرعاہ الله رعية، فلم يحطها بنصيحة، إلا لم يجد رائحة الجنة» 5

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس بندہ کو اللہ کسی رعیت کا راعی (یعنی حاکم و نگران بنائے اور وہ اس اس کی خیر خواہی پوری پوری نہ کرے تو وہ حاکم جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امیر اور حکمران کا فرض ہے کہ جو لوگ اس کے زیر حکومت ہیں ان کی خیر خواہی اور خیر اندیشی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے۔ اگر عوام کی خیر خواہی میں کوتاہی کرے گا تو جنت سے بلکہ اس کی خوشبو سے بھی دور رہے گا۔

اس حدیث میں اور اس کے علاوہ بعض حدیثوں میں بھی امیر یعنی صاحب حکومت کو ”راعی“ اور اس کے زیر حکومت عوام کو ”رعیت“ کہا گیا ہے۔ اصل عربی زبان میں راعی کے معنی چرواہے اور نگہبان کے ہیں اور ”رعیت“ وہ ہے جس کو چرائے اور جس کی حفاظت و نگہبانی اس کے ذمہ ہو۔ صرف یہ دو لفظ یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ اسلام میں حکومت و امارت کا کیا تصور ہے اور حکمرانوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ فرض شناس چرواہے ان جانوروں کو جن کا چرانا اور جن کی نگہبانی ان کے ذمہ ہوتی ہے سرسبز چراگاہوں میں لے جاتے ہیں۔ درندوں اور چوروں رہزنوں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور شام کو گھر واپس لاتے ہیں۔ اس طرح ان کو کھلانا پلانا اور ان کی دیکھ بھال ہی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ نے بتایا ہے کہ اسلام میں یہی حیثیت خلیفہ اور حکمران کی ہے وہ عوام کا محافظ اور رکھوالا ہے اور ان کی ضروریات کی فکر اس کی ذمہ داری ہے۔ اور اگر وہ اس سلسلہ میں بے پروائی برتے گا تو اللہ کے نزدیک مجرم ہوگا۔

اس حدیث کے ضمن میں حاکم وقت کو جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں۔

(2) عدل کا قیام اور بشارت نبویہ:

اسلامی مملکت کے امیر کی بنیادی ذمہ یہ ہے کہ وہ رعایا کی بنیادی دیکھ بھال کے ساتھ ان میں عدل قائم کرے۔ معاشرے اس کے عدل کے ساتھ بھرپور رہے۔ کیونکہ جب تک عدل قائم نہیں ہوگا اس وقت تک مملکت جو چلانے کے لیے سب امور بے معنی ہوں گے۔ اس لیے امن قائم کرنا اس کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ ہم نے قرآن مجید کی آیات کے ضمن میں کو ثابت کر دیا ہے۔ ان اللہ یا مبر بالعدل (الآیۃ)⁶

یہ حکم اگرچہ عمومی نوعیت کا ہے لیکن امیر کی انفرادی حیثیت کے نقطہ نظر سے اس پر زیادہ نافذ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص انفرادی طور پر اپنے مخصوص طبقے کی حد تک کا ذمہ دار ہے۔ جبکہ امیر (حاکم وقت) ایک بڑے علاقے کا نگران ہوتا ہے۔ اس لیے یہ حکم اس پر زیادہ تاکید سے نافذ ہوتا ہے۔ یہ رعیت کا نگران ہے۔ اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لہذا امیر کے لیے عدل قائم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے لیے اس منصب کی بجا آوری نہایت ناگزیر ہے۔

عادل حکمران کے مرتبے کے بارے میں تو حدیث مبارکہ میں سرور کونین ﷺ نے بڑے ہی پیارے الفاظ فرمائے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن المقسطين عند الله على منابر من نور، عن يمين الرحمن عز وجل، وكلتنا يديه يمين،

الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا»⁷

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بلا شک عادل حکمران اللہ کے نور کے منبروں پر جگہ پائیں گے۔ جو رحمن کے دائیں ہاتھ کی طرف ہوں گے۔ اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اور عادل حکمران وہ ہیں جو اپنے احکام اپنے اہل اور اپنے زیر تصرف معاملات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک عادل حکمران کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اسی بلند مرتبے کی تعبیر اور اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی دائیں

جانب منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ الغرض جو لوگ بڑے مراتب والے ہوتے ہیں وہ دائیں طرف نشست پر بٹھائے جاتے ہیں اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں بایں ہاتھ چونکہ نسبتاً کمزور ہوتا ہے اس لیے کمزوری کے اس توہم کو دور کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

”یعد لون“ اس عدل سے اگر احکام میں عدل و انصاف مراد ہو تو پھر اس سے امور مملکت مثلاً: انصاف اور امانت و دیانت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے کہ ان شعبوں میں عدل کرتے ہیں۔ اہل و عیال میں عدل کا مطلب یہ ہے کہ ان کے زیر تسلط جو لوگ ہیں ان کا پورا خیال رکھتے ہیں زیر تصرف اشیاء میں عدل و انصاف کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء میں اصحاب حقوق کے حقوق کی ادائیگی کا پورا خیال رکھتے ہیں یہ لوگ نور کے منبروں پر ہوں گے۔⁸

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الإمام العادل لا ترد دعوته»⁹

ترجمہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: عادل حکمران کی دعا رد نہیں ہوتی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإنما الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به، فإن أمر بتقوى الله وعدل، فإن له بذلك أجرا وإن قال بغيره فإن عليه منه»¹⁰

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام (یعنی سربراہ مملکت) ڈھال ہے۔ قتال کیا جاتا ہے اس کے پیچھے اور اس کے ذریعہ بچاؤ کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ خدا ترسی اور پرہیزگاری کا حکم کرے اور عدل و انصاف کا رویہ اختیار کرے تو اس کے لیے اس کا بڑا اجر و ثواب ہے اور اگر وہ اس کے خلاف بات کرے تو اس پر اس کا وبال و عذاب پڑے گا۔

عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن أفضل عباد الله عند الله منزلة يوم القيامة إمام عادل رفيق، وإن شر الناس منزلة يوم القيامة إمام جائر خرق"¹¹

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سب سے افضل اللہ کے نزدیک نرم خو، رحم دل اور عال و منصف سربراہ مملکت ہوں گے۔ اور بدترین درجہ میں سخت دل اور ظالم منصف سربراہ مملکت ہوں گے۔

(3) نرم خو حاکم کے بارے میں نبی ﷺ کی دعا

اللهم، من ولي من أمتي شيئا فشق عليهم، فاشقق عليهم، ومن ولي من أمتي شيئا ففرق بهم، فارفق به¹²

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے (بارگاہ قاضی الحاجات میں یہ عرض کی: اے میرے پروردگار! جس شخص کو میری امت کے (دینی و دنیاوی) امور میں کسی کا ولی و متصرف بنایا گیا اور پھر اس نے (اختیارات و ولایت و تصرف کے ذریعہ) میری امت کے لوگوں پر مشقت و سختی مسلط کر دی تو اس شخص پر تو بھی، مشقت و سختی مسلط کر دے اور جس شخص کو میری امت کے امور میں کسی چیز کا ولی و

متصرف بنایا گیا اور اس نے میری امت کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا برتاؤ کیا تو اس کے ساتھ تو بھی نرمی و عنایت کا معاملہ کرنا۔
(4) خائن اور ظالم حاکم کے بارے میں وعید:

«ما من وال يلي رعية من المسلمين، فيموت وهو غاش لهم، إلا حرم الله عليه الجنة»¹³

حضرت معقل بن ہبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو بھی شخص حکومت و سیادت حاصل کرنے کے لیے اپنی رعیت پر حکمرانی کرے اور پھر اس حالت میں مر جائے کہ وہ اپنی رعیت پر ظلم اور ان کے حقوق میں خیانت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

اس حدیث مبارکہ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ حاکم وقت کو چاہیے کہ اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرے اور ان کے حقوق کا خصوصی خیال رکھے اگر کسی طرح کی بھی کمی ہوئی تو اپنے آپ کو اس مذکورہ وعید کا حق دار بنا کر رکھے۔ العیاذ باللہ
اسی طرح ایک دوسری روایت میں بھی اللہ کے محبوب سرور کو نبین ﷺ نے فرمایا:

«إن شر الرعاء الحطمة، فأياك أن تكون منهم»¹⁴

حضرت عازب بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سرداروں اور حاکموں میں سب سے بدتر سردار جو اپنی رعایا پر ظلم کرے۔ تم اپنے آپ کو ان سے بچانا۔

(5) حکمرانی ایک مشکل ذمہ داری:

عن أبي ذر، قال: قلت: يا رسول الله، ألا تستعلمني؟ قال: فضرب بيده على منكبي، ثم قال: «يا أبا ذر، إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي وندامة، إلا من أخذها بحقها، وأدى الذي عليه فيها»

وفی رواية: «يا أبا ذر، إني أراك ضعيفا، وإني أحب لك ما أحب ل نفسي، لا تأمرن على اثنين، ولا تولين مال يتيم»¹⁵
ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے کسی جگہ کا عامل (حاکم) کیوں نہیں بنا دیتے۔ فرمایا کہ ابو ذر! تم ناتواں ہو اور یہ سرداری (خدا کی طرف سے ایک امانت ہے جس کے ساتھ بندوں کے حقوق متعلق ہیں اور اس میں خیانت نہیں کرنی چاہیے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) سرداری قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی کا باعث ہوگی۔ الایہ کہ جس شخص نے اس سرداری کو حق کے ساتھ حاصل کیا اور اس حق کو ادا کیا جو اس سرداری کے تئیں اس پر ہے (یعنی جو شخص مستحق ہونے کی وجہ سے سردار بنایا گیا اور پھر اس نے اپنے زمانہ میں حکومت میں عدل و انصاف کا نام روشن کیا اور رعایا کے ساتھ احسان و خیر خواہی کا برتاؤ کیا۔

(6) اللہ کی قائم کردہ حدود:

اسلامی مملکت کے حکمران کے لیے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ حدود اللہ کو قائم کرے۔ ان حدود کو قائم نہ کرنے میں کسی تامل کو قبول نہ کرے کہ معاشرہ تبدیل ہو گیا ہے۔ ان وہ حالات نہیں رہے اب وہ سزائیں دینا کیسے ممکن ہے؟ یہ سب شیطانی تاویلیں ہیں جن کو شریعت

مطہرہ بالکل تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ حدود اللہ میں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ انہیں تبدیل کرے۔ ایک دفعہ مکہ کے ایک بڑے گھر کی عورت نے چوری کی لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سفارش کروائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يا أيها الناس، إنما ضل من قبلکم، أنہم كانوا إذا سرق الشریف ترکوه، وإذا سرق الضعیف فیہم أقاموا علیہ الحد، وإیم اللہ،

لو أن فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سرقت لقطع محمد یدھا» 16

اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے تھے کہ جب کوئی مالدار آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم نہ کرتے تھے اور جب کوئی کمزور چور کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو محمد (ﷺ) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔

7) شریعت کی بالادستی:

اسلامی مملکت کے سربراہ کو چاہیے کہ وہ جو بھی قدم اٹھائے اصل مقصد شریعت کی بالادستی ہونا چاہیے۔ کیونکہ تمام دنیاوی امور شریعت کی فرع ہیں۔ اگر شریعت ہے تو باقی امور بھی صحیح ہیں۔ اگر شریعت ہی معاشرے میں نافذ نہ ہو تو ترقی کو سینے سے لگانے کا کیا فائدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جو انسان کو ساری نعمتیں عطا کرنے والا ہے اسی کی نافرمانی کی جارہی ہو تو اس ترقی کا کیا فائدہ، نفس کے بندے اپنے اپنے بندھنوں میں بندھے رہیں۔ اور دعویٰ کریں کہ ہم نے بہت ترقی کر لی ہے۔ ہم بہت جدید ہو گئے ہیں۔ اس سوچ کی شریعت کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے مکہ میں بھی شریعت کی بالادستی کی بات کی ”یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا“¹⁷ اور مدینہ منورہ میں بھی جا کر اگر معاشرہ تشکیل دیا ہے تو وہ بھی شریعت ہی تھا۔ گویا وہ شریعت کی اصل راہ ہے جو وہاں قائم ہوا تھا۔ اب بعد میں آنے والے کسی بھی اسلامی مملکت کے حکمران کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اپنے ملک اور ملت کے لیے جو کام بھی کرے وہ عین شریعت کے مطابق ہوں۔

8) ناداروں سے حسن سلوک:

امیر مملکت کو چاہیے کہ ایسا نظام قائم کرے جس میں بیواؤں، یتیموں، ناداروں اور مسکینوں کی دلجوئی ہوتی ہو۔ ان کی مالی اعانت کرنے کا مضبوط نظام قائم کرے۔ جب انہیں معاشی طور پر شکون ملے گا تو پھر یہ لوگ آرام سے دین کا کام بھی کر سکیں گے۔ اس معاملے میں بھی امیر مملکت کے لیے رسول اکرم ﷺ کی سیرت پورا نمونہ ہے۔ اس سلسلے میں پیغمبر علیہ السلام کی زندگی دیکھی جائے تو بہترین راہنمائی ملتی ہے کہ جب آپ ﷺ پہلی وحی آتی ہے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش فرمائی تھی:

فقلت خدیجة: کلا واللہ ما یخزیک اللہ أبدا، إنک لتصل الرحم، وتحمل کل، وتکسب المعدوم، وتقري الضیف، وتعين علی

نواب الحق، 18

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اللہ کی قسم اللہ پاک آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کریں گے۔ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ آپ ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ کمزوروں کے لیے مال پہنچاتے ہیں، مہمان کی خدمت کرتے ہیں اور حق کے راستے میں مدد کرتے ہیں۔

9) اپنے مقدمہ میں پوری کوشش کرنا

قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إن الله يلموم على العجز، ولكن عليك بالكيس فإذا غلبك أمر، فقل حسبي الله ونعم الوكيل»¹⁹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سستی اور کاہلی پر ملامت کرتے ہیں۔ تمہارے ذمہ تو تدبیر اختیار کرنا ہے اس کے باوجود اگر تقدیر پر غالب آجائے تو حسبی اللہ و نعم الوکیل کہنا چاہیے۔

(10) رعایا کی نگہبانی:

عن عبد الله رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «كلكم راع فمستول عن رعيته، فالأمير الذي على الناس راع وهو مسئول عنهم»²⁰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس امیر (حاکم وقت) جو لوگوں پر مقرر ہے وہ نگہبان ہے اس سے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ حاکم وقت ایسا ہونا چاہیے کہ جس کو لوگوں کے حقوق کا پتہ ہو۔ کون اس وقت کس حال میں ہے؟ کس کو کس کی ضرورت ہے؟ اس کی رعیت میں سب کے حقوق کا خیال رہے۔ اس کی بہترین مثال خلفاء راشدین کا زمانہ تھا۔ جس زمانے میں انہوں نے اپنے عمل سے دکھایا کہ ہمیں اس حال میں رہنا چاہیے کہ اس حدیث کا پورا عمل ہو جائے۔ ایسا نہیں کہ کوئی آخر بتائے کہ میرے ساتھ یہ مسئلہ ہے بلکہ حاکم وقت کو ایسا نظام تشکیل دینا ہو گا جس سے اس کو تمام لوگوں کے حالات کا علم رہے۔ تمام لوگوں کی فائز اس کے سامنے ہوں۔

(11) مستحقین کی ضروریات کو پورا کرنا:

أن عمرو بن مرة، قال لمعاوية: يا معاوية إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «ما من إمام أو وال يغلق بابيه دون ذوي الحاجة والخلة، والمسكنة، إلا أغلق الله أبواب السماء، دون حاجته، وخلته، ومسكنته»²¹

حضرت عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ جو حکمران ضرورت مندوں اور کمزور بندوں کے لیے اپنا دروازہ بند کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، اس کی ضرورت اور اس کی مسکینی کے وقت آسمان کے دروازے بند کر لے گا۔ (یعنی اس کی ضرورت مندی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد نہیں کی جائے گی)

اس حدیث مبارکہ نے توبات اور کھول کر بیان کر دی ہے کہ حاکم وقت کو چاہیے کہ لوگوں کی حاجت اور ضرورت کو پورا کیا کرے جتنا اللہ نے اس کو طاقت دے رکھی ہے اتنی لوگوں کی امداد کرے۔ کتنے ہی لوگ جو بھوک سے نڈھال مائیں اپنے بچوں کو لے کر حکماء کے دروازے کھٹکتے ہیں لیکن اس کو شنوائی نہیں ہوتی۔ حاکم وقت کو چاہیے کہ اللہ کی طرف سے پکڑ آنے سے پہلے پہلے اپنے اوقات کو غنیمت جان کر لوگوں سے تعاون کیا کرے ورنہ مذکورہ حدیث کا مصداق بننا ہو گا۔

(12) مصیبت زدہ رعایا پر دروازے بند رکھنے پر وعید:

عن أبي الشماخ الأزدی، عن ابن عم، له من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، أتى معاوية فدخل عليه، فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من ولي أمرا من أمر الناس، ثم أغلق بابہ دون المسكين، والمظلوم أو ذي الحاجة أغلق الله تبارك وتعالى دونه أبواب رحمته عند حاجته، وفقره أفقر ما يكون إليها»²²

حضرت ابوشامخ ازدیؓ سے روایت ہے کہ ان کے چچا زاد بھائی جو نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی تھے ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جب ان کی خدمت میں باریاب ہوئے تو کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کے کام کا ولی والی بنایا گیا اس نے مسلمانوں پر یا کسی مظلوم پر اور یا کسی حاجت مند پر اپنے دروازے بند رکھے (اپنے پاس نہ آنے دیا یا اس کی حاجت پوری نہ کی) تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کی ضرورت و حاجت اور محتاجی کے وقت جس وقت وہ اس کی طرف بہت زیادہ حاجت مند محتاج ہو اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا۔ (یعنی اگر وہ کسی وقت اپنی رعایا کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورت کا اظہار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حاجت و ضرورت کو پورا نہیں کرے گا۔ یا اگر وہ دنیا میں کسی مخلوق سے اپنی کسی احتیاج کا اظہار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حاجت و ضرورت کو بھی پورا نہیں کرے گا۔

(13) حاکم کی بدگمانی رعیت کو برباد کرتی ہے

وعن أبي أمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن الأمير إذا ابتغى الريبة في الناس أفسدهم»²³

حضرت ابی امامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حکمران جب لوگوں میں شک و شبہ کی بات ڈھونڈتا ہے تو لوگوں کو خراب کر دیتا ہے۔

اس ارشاد میں ایک بین الاقوامی قانون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ملک و ملت کی سالمیت اور قوموں کی فلاح و بہبود اور حاکم و محکوم کے درمیان خوشگوار تعلقات کے لیے یہ ضروری ہے کہ حاکم اور رعایا کے درمیان مکمل اعتماد کی فضا قائم ہو۔ ہر حاکم کو چاہیے کہ وہ غور سے اس بات کو سوچ لے کہ ان کو اپنی رعایا کی بھرپور تائید کی ضرورت ہے۔ اگر ایک تنگ نظر اور کم ظرف حکمران اپنی رعایا کے بارے میں مسلسل شک اور شبہ میں مبتلا رہتا ہے اور رعایا کی وفاداری اور ان کی نقل و حرکت پر بدگمانی کرتا ہے اور جھوٹے الزامات پر بے دھڑک ان کو تنگ کرتا ہے تو وہ درحقیقت اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارتا ہے۔ اور اپنی جڑیں کھودتا ہے۔ اب جس طرح حاکم رعایا کے کسی طبقہ کو بلاوجہ بدگمانی کا نشانہ بنا کر عقوبت خانوں میں ڈال دیتا ہے تو عوام کے مخالفانہ جذبات اور شک و شبہ کے رجحانات بڑھیں گے اور یہی حکومت کی تباہی ہے۔²⁴

ان احادیث سے جہاں امام اور حاکم وقت کے لیے تقویٰ اور پرہیزگاری کو ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کو چاہیے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے مثالی بنائے کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے ایک آئینہ اور ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف امام منصف اور رحم دل کے لیے جنت اور بدخو کے لیے جہنم کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ حاکم وقت ان صفات کا مالک بنے تاکہ لوگوں کے درمیان اور

پورے معاشرے میں عدل و انصاف کی فضاء قائم ہو سکے۔

References

- ¹Shaibani: Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH) Musnad Ahmad 34/135, Publisher: Al-Risalah Foundation
- ²Al-Tabarani, Al-Shami: Abu Al-Qasim, Sulaiman Ibn Ahmad Ibn Ayub (Died: 360 AH) Al-Mujam Al-Awsat 9/9
- ³Al-Sijastani: Abu Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath bin Ishaq (Died: 275 AH) Sunan Abu Dawood (3/131) Modern Library Beirut
- Ahmad ibn Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH) Musnad Ahmad 23/425, Shaibani: Abu Abdullah -Al⁴ Publisher: Al-Risalah Foundation
- ⁵Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari 9/64, Bab Al-Miraj, First Edition 1422
- ⁶La Nakhal verse 90
- ⁷Al-Qashiri Al-Nisaburi Abu Al-Hassan Muslim Ibn Al-Hajjaj (Died: 261 AH) Sahih Muslim: 3/1458 Library: Revival of Heritage
- ⁸Yousafzai, Fazal Mohammad, Explanation of the Complaint of Complaints, 5/596 Al-Muktab Al-Arabiya, Year: 2012
- Muhammad ibn Ibrahim (d. 235 AH) Author Ibn Abi Abbasi: Abu Bakr ibn Abi Shaybah, Abdullah ibn⁹ Shaybah (4/440) Maktab al-Rashd Riyadh, first edition 1409
- ¹⁰Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari 4/50 First Edition 1422
- Al-Khurasani: Ahmad Ibn Al-Hussein Ibn Ali (Died: 458 AH) Shaab Al-Iman (9/477) Maktab Al-Rashd Riyadh¹¹
- ¹²Al-Qashiri Al-Nisaburi Abu Al-Hassan Muslim Ibn Al-Hajjaj (Died: 261 AH) Sahih Muslim: 3/1458 Library: Revival of Heritage
- ¹³ Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Al-Bukhari 9/64, First Edition 1422
- ¹⁴Al-Qashiri Al-Nisaburi Abu Al-Hassan Muslim Bin Al-Hajjaj (Died: 261 AH) Sahih Muslim: 3/1461 School: Revival of Heritage Beirut
- ¹⁵Al-Qashiri Al-Nisaburi Abu Al-Hassan Muslim Bin Al-Hajjaj (Died: 261 AH) Sahih Muslim: 3/1457 Library: Revival of Heritage Beirut
- ¹⁶Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari 8/160, First Edition 1422
- ¹⁷Al-Shaibani: Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH) Musnad Ahmad 27/148, Publisher: Al-Risalah Foundation
- ¹⁸Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari 1/7, First Edition 1422
- ¹⁹Question: Abu Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath bin Ishaq (Died: 275 AH) Sunan Abu Dawood (3/313) Modern Library Beirut
- xxAl-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari 3/150 First Edition 1422
- ²¹Al-Shaibani: Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH) Musnad Ahmad 29/565 AH, Publisher: Al-Risalah Foundation
- ²²Al-Shaibani: Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH) Musnad Ahmad 24/408, Publisher: Al-Risalah Foundation
- ²³Al-Sijastani: Abu Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath bin Ishaq (Died: 275 AH) Sunan Abu Dawood (4/272) Modern Library Beirut
- ²⁴Yousafzai, Fazal Mohammad, Explanation of the Complaint of Complaints, 5/607 Al-Muktab Al-Arabiya, Year: 2012